تفسیر احمد

سُورَةُ الإِخْلَاصِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الاخلاص» کا تفسیر و ترجمہ

تصنيف: امين الدين « سعيدي - سعيد افغانى»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة اخلاص

جزء (30)

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی،اس کی چار(۴) آیات ہیں

وجہ تسمیہ:

سورہ اخلاص مکہ میں سورة الناس کے بعد نازل ہوئی ، اس کے بہت سے نام ہیں، ان تمام ناموں میں سے "اخلاص" بہت مشہور ہے، کیونکہ یہ خالص توحید اور خدا کی ذات کی تنزیہ اور تقدیس کی طرف اشارہ کرتی ہے، اور یہ سورہ خالص ترین توحیدی عقائد پر مشتمل ہے، یہ مبارک سورہ انسان کو شرک اور جہنم کی آگ سے نجات دیتی ہے ، اسی لیے اسے توحید اور اخلاص کی سورت کہا جاتا ہے ، اسی طرح اس سورت کا "اخلاص" کے نام سے شہرت پانا اس وجہ سے ہے کہ:یہ مختصر نام اس سورت کے معانی کے ساتھ بہت مناسبت رکھتاہے، کیونکہ یہ سورت لوگوں کو اللہ کی مخلصانہ عبادت کا معیار سکھاتی ہے۔

یوں کہنا چاہیے کہ الاخلاص صرف سورت کا نام نہیں، بلکہ اس سورت کے مضمون کا عنوان بھی ہے، کیونکہ اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ خالص توحید اور یکتا پرستی کی تعلیم ہے ۔

قرآن کریم کی دیگر سورتوں میں عموما اس میں سے کسی ایک لفظ کو اس کا نام بنایا گیا ہے،لیکن اس سورت میں کہیں بھی لفظ "اخلاص" نہیں آیا، اور اس لفظ کو معنی کے لحاظ سے اس کا نام قرار دیا گیا ہے، کہ ہر شخص اس کو سمجھے اور اس پر ایمان لائے، اورشرک سے نجات پائے ۔

سورہ اخلاص کے دیگر نام

سورہ اخلاص کے دیگر نام یہ ہیں:

1 - سورہ "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ "اس عبارت سے سورہ شروع ہونے کی وجہ سے اس نام سے جانی جاتی ہے، عام مسلمانوں کی زبان میں یہی نام استعمال ہوتا ہے۔

2 - "سورہ نجات " کیونکہ یہ سورت دنیا میں کفر سے اور آخرت میں آگ سے بچاتی ہے۔

3 - "سورہ ولایت "کیونکہ جو بھی اللہ کو وحدانیت سے پہچانتا ہے وہ اللہ کے ماننے والوں میں سے ہے، اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا ولی نہیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

بنا تا۔

4 - "سورہ تفرید " اور "سورہ تجرید " کیونکہ اس سورت میں خدا کی سلبی صفات کی طرف جو کہ جلال کی صفا ت ہیں اشارہ ہوا ہے۔

5 - "سورہ توحید "کیونکہ خدا کی وحدانیت کا ثبوت اس سورہ میں موجود ہے۔

6 - "سورہ معرفت " اس لیے کہ اس سورت میں ان صفات الٰہی کا تعارف ہے کہ اللہ کی پہچان ان کے بغیر حاصل نہیں ہوتی ۔

7 - "سورہ صمد "اس لفظ کے اس سورت کی دوسری آیت میں موجود ہونے کی وجہ سے جو خدا کے اسماء و صفات میں سے ہے، اس سورت نے اس نام سے شہرت پائی، خدا کی یہ صفت اس سورت کے علاوہ قرآن میں کہیں بھی نہیں آئی۔

8 - "سورہ اساس " اس سورت میں توحید الٰہی کی مکمل شمولیت اور اسے احاطہ کرنے کی وجہ سے جو دین کی بنیاد ہے، اورعقیدے کے ارکان اور عیسائیوں کی تثلیث، یہود اور مشرکوں کی باتوں کا رد ہے، جو اللہ کے ساتھ بتوں اور لوگوں سے مدد مانگتے ہیں، اور اولاد اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اس سورت کا مشہور ترین نام وہی "اخلاص " ہے، کیونکہ ایک طرف تو یہ سورت اللہ کے خالص توحید کے بارے میں ہے، اور دوسری طرف یہ بندے کو شرک یا جہنم کی آگ سے نجات دلاتی ہے۔

اور یہ بات پوری صراحت کے ساتھ بیان کی جائے کہ: توحید کفر اور ایمان کے درمیان حد ہے، اور ایمان کے عظیم قلعے میں داخل ہونا توحید کے اقرار کے بغیر ممکن نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کا پہلا پیغام کلمہ توحید تھا: "قولو لا الہ الا اللہ تفلحو" توحید کا شعار : "لا الہ الا اللہ "تین حروف (الف، لام اور ھا) پر مشتمل ہے، یہ ایک ایسا ذکر ہے جس کے کرنے پر ہونٹ بھی نہیں ہلتے۔

محترم قارئین:

سورہ اخلاص جیسا کہ ہم نے کہا، بنیادی طور پر یہ سورت چار آیات پر مشتمل ہے، اور اس میں ایجاز اور اعجاز کا کمال ہے ، اور اللہ کی صفات جلال اور کمال کو بیان کرتی ہے، اور ان کی وضاحت کرتی ہے، اسے نقص اور عیب کی صفات سے پاک قرار دیتی ہے، پہلی آیت خدا کی وحدانیت کو ثابت کرتی ہے، اور کثرت و تعدد کی نفی کرتی ہے، وہ کہتی ہے: "قُلۡ هُوَ

(c) ketabton.com: The Digital Library

اَللّٰهُ أَحَدٌ " اور دوسری آیت الله کے کمال اور قدرت کی تصدیق کرتی ہے، اور اس سے نا کامی اور بے بسی کی نفی کرتی ہے، " اَللّٰهُ الصَّمَدُ " اور تیسری آیت میں الله تعالیٰ کے ازلی وجود اور بقاء کے ساتھ ساتھ اس سے اولاد اور نسل کی بھی نفی کرتی ہے، " لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ " اور چوتھی آیت نے اس کی عظمت و جلال کو ثابت کیا ہے، اور اس کے ساتھ امثال، شریک اور نظیر کی نفی کی ہے، " وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ " پس یہ بات واضح ہے کہ یہ سورت خدا کے کمال اور جلال کی صفات کو ثابت کرتی ہے، اور بہترین انداز میں اسے عیوب اور نقائص سے پاک قرار دیتی ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ: رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے " قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" پڑھی وہ ایسا ہے جیسا کہ ایک تہائی قرآن پڑھا (امام احمد اور نسائی نے اسے ابی بن کعب سے مرفوعاً روایت کیا ہے) علماء نے اس حدیث کی تشریح میں کہا ہے: چونکہ یہ سورہ علم و معرفت پر مشتمل ہے، اور علوم قرآن کی تین قسمیں ہیں: توحید، احکام اور قصص۔

چونکہ سورت توحید پر مشتمل ہے، اس لحاظ سے قرآن کا ایک تہائی ہے، اور کہتے ہیں کہ: یعنی قرآن کے تیسرے حصے کا ثواب ہے، جو اسے پڑھے گا اسے تہائی قرآن کا ثواب ملے گا۔

مفسر قرطبی رحمہ الله فرماتے ہیں: اس سورت میں رب تعالیٰ کے ناموں میں سے دو نام ایسےہیں، جو قرآن کی کسی دوسری سورت میں مذکور نہیں ہیں، اور وہ دو نام یہ ہیں: "احد" اور "صمد"۔

سورہ اخلاص کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد:

"سورہ اخلاص" مکی سورتوں میں سے ایک ہے، اور اس میں ایک (۱) رکوع، چار(۴) آیات، سترہ(۱۷) الفاظ، انچاس(۴۹) حروف اور دس نقطے ہیں۔

(قرآن کریم کی سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کی آراء مختلف ہیں اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)

سورہ اخلاص کا سورہ مسد کے ساتھ ربط و تعلق

چونکہ خدا تعالیٰ نے سورہ مسد (اللھب) میں اہل توحید کے دشمنوں کی مذمت فرمائی ہے، جبکہ سورہ اخلاص میں توحید بیان کی۔

سورہ اخلاص کا خلاصہ

اس مبارک سورہ کے نزول کے بارے میں جو روایات بیان کی گئی ہیں ان

(c) ketabton.com: The Digital Library

پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں لوگ خدا اور دین کے بارے میں کس قسم کے عقائد اور نظریات رکھتے تھے۔
مشرک بت پرست لکڑی، پتھر، سونے، چاندی اور دیگر مختلف چیزوں سے بنے خداؤں کی عبادت کرتے تھے، جن کی شکل و صورت اور جسم تھا، ان میں نر اور مادہ خداؤں کی ایک نسل تھی، ان کے عقیدے کے مطابق تمام مرد خداؤں کی بیویاں تھیں، اور تمام خواتین خداؤں کے مرد شوہر تھے، اسی طرح سے اس خرافی عقیدے کے مطابق ان خداؤں کو کھانے پینے کی ضرورت بھی تھی، جو ان کے پرستار انہیں فراہم کرتے تھے، مشرکین کے بیشتر کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا ایک انسان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، ان کے پا س جو بت تھے وہ ان کے خیال میں خدا کے مظہر تھے، اگرچہ عیسائیوں نے توحید پرست ہونے کا دعوی کیا تھا، لیکن ان کے خدا کا کم از کم ایک بیٹا تھا، اور روح القدس کو بھی باپ اور بیٹے کی خدائی میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل تھا، ان کے خیال میں حتی کہ خدا کی ماں اور ساس بھی تھی، یہودیوں کا بھی دعوی تھا کہ وہ صرف ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں، لیکن ان کا خدا مادیت اور انسانی خصوصیات سے خالی نہیں تھا، وہ چلتا تھا، انسانی شکل میں نمودار ہوتا تھا، اپنے بندوں میں سے ایک کے ساتھ کشتی لڑتا تھا، اور اس کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام عزیر تھا۔
اس کے علاوہ مجوسیوں کا مذہبی گروہ آگ کا پرستار تھا، جبکہ صابی ستارہ پرست تھے، ایسے میں جب لوگوں کو ایک ہی خدا کی عبادت اور بندگی کے لیے بلایا گیا جس کا کوئی شریک نہیں ہے، تو ان کے ذہنوں میں سوالات پیدا ہوئے، کہ ان خداؤں کو چھوڑ کر صرف اس کی عبادت کرو، یہ کیسا خدا ہے؟ ان سوالات کا پیدا ہونا ایک فطری اور لازمی امر تھا، یہ قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ جس نے ان تمام سوالوں کے جوابات چند الفاظ میں دئیے، خدا کے وجود کا اتنا واضح تصور پیش کیا کہ تمام مشرکانہ تصورات کو جڑ سے اکھاڑدیا، اور انسانی صفات میں سے کسی صفت کا خدا کی ذات سے آلودہ ہونے کا امکان باقی نہیں چھوڑا۔
حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اس سورہ کے اعجاز اور اس کےخوبصورت الفاظ پر توجہ دیں تو ہمیں بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ اس سورت کے چار مختصر اور خوبصورت آیات میں توحید اور توحید کے بنیادی اصولوں کا اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اس کی تمام وسیع جہتیں گہرائی تک شامل ہے۔
توحید میں اخلاص، خوبصورتی، زیب و زینت، آرائش اور معبودوں کی پرستش ہر قسم کے شرک سے اس کی وضاحت کرتی ہے۔
اگر کوئی چاہتا ہے کہ اللہ پر ایمان اور اس پر یقین کو مختصر ترین اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

خوبصورت الفاظ میں بیان کرے اور توحید کے تمام گھرے اور قطعی جہتوں کا چند مختصر اور واضح جملوں میں اظہار کرے، تو اسے چاہیے کہ اس سورت کی تلاوت کرے، اس سورت میں قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ توحید اور توحید کی وضاحت کے لیے مختص ہے۔
قرآن کریم میں جو بھی مضامین اس موضوع کے بارے میں بیان کیے گئے ہیں، اس سورت کے مختصر الفاظ اور آیات میں اسے مکمل سمویا گیا ہے۔

مجموعی طور پر سورہ اخلاص کا مواد خدا کی پانچ صفات پر مرکوز ہے:

(۱) خدا تعالیٰ ایک ہی ہے، (۲) صمد ہے، (۳) نہ کسی سے پیدا ہوا (۴) اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا، (۵) نہ اس کا کوئی برابر یا شریک ہے، یعنی: خدا معبودوں میں سے ایک نہیں، بلکہ اکیلا معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبودنہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اس کی الوہیت اور ربوبیت میں کسی کو شریک نہ سمجھو ، اللہ تعالیٰ صمد بے نیا ز اور خود کفیل ہے، وہ کسی بھی چیز میں کسی دوسرے کا محتاج اور ضرورت مند نہیں ہے۔
کوئی بھی خیال جو عیب،کمی، خامی ضرورت اور کمزوری کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے وہ غلط اور ناقص خیال ہے، اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے کامل ہے، خدا خالق ہے اسے مخلوق سے تشبیہ مت دیں،مخلوق کو اپنی نسل کی بقا کے لیے "جننے" کی ضرورت ہے، اگر نہیں جنا تو فنا ہوجائے گا،مخلوق کو دوسرے نے پیدا کیا ہے، دوسرے سے جنا گیا ہے، اس کے وجود کو ایک خالق کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس نقطہ نظر سے نہ سوچو کہ مخلوق نے تمہیں القا کیا ہے، ایسا نہ ہو کہ تمہاری سوچ اس معیار پر مبنی ہو جو مخلوق پر لاگو ہوتے ہیں،کسی سے جننا اور کسی کو جننا یہ مخلوق کی خصوصیات میں سے ہیں۔
مخلوق اپنی بقا کے لیے ان خصوصیات کے محتاج ہیں، اللہ محتاج نہیں ہے، یہ بھی ایک صحیح تصور ہے اللہ کے بارے میں۔

سورہ اخلاص کا سبب نزول (شان نزول)

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے یہودیوں کے چند لوگ آپﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپﷺ سے کہا: اے ابو القاسم!خدائے بزرگ و برتر نے فرشتوں کو نور سے آدم کو بوسیدہ مٹی سے، شیطان کو آگ کے شعلے سے آسمان کو دھوئیں سے، اور زمین کو پانی کی جھاگ سے بنایا، اب ہمیں بتاؤ تمہارا خدا کس چیز سے بنا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ان کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کی جبرائیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ اے محمد ﷺ ان سے کہو: "قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ یَلِدۡ ۝ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۝ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝"، یعنی: کہدو !اللہ ایک ہے، وہ خدا ہے جس کو تمام ضرورت مند تلاش کرتے ہیں، وہ کبھی پیدا نہیں ہوا تھا، اور نہ کسی نے اسےجنا، اس کا کبھی کوئی مشابہ اور مثل نہیں ہے۔

عامر بن طفیل نے نبی کریمﷺ سے کہا:اے محمد ﷺ تم ہمیں کس چیز کی طرف بلاتے ہو؟ آپﷺ نے فرمایا:اللہ کی طرف، عامر نے کہا: بہت خوب!ہمیں اپنے اس خدا کی نوعیت بتاؤ کہ سونے سے بنا ہے، چاندی سے بنا ہے یا لوہے سے اس کے بعد یہ سورت نازل ہوئی .

ضحاک،قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں کہ بہت سے یہودی علماء رسول اللہﷺ کے پاس آئے، اور کہا: "اے محمد! اپنے رب کی نوعیت کے بارے میں ہمیں بتائیے ہم آپ پر ایمان لاتے ہیں، بلند مرتبہ اعلی رب نے اپنی صفات اور فطرت کو تورات میں نازل فرمایا ہے، آپ فرمائیے کہ وہ کس چیز سے بنا ہے؟ کونسی جنس سے ہے؟ کیا وہ سونا یا پیتل یا سیسہ یا لوہے یا چاندی سے بنا ہے؟ اور وہ کیا چیز کھاتا پیتا ہے، اوراس نے کائنات کس سے وراثت میں لی ہے، اس کے بعد کون اس کا وارث بنے گا؟" اس کے بعد اللہ تعالی نے یہ سورہ نازل فرمائی۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نجران کے عیسائیوں کا ایک گروہ جس میں سات پادری شامل تھے، نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہﷺ سے کہنے لگے کہ: ہمیں بتائیے کہ آپ کا خدا کیسا ہے، اور کس چیز سے بنایا گیا ہے؟ آپﷺ نے فرمایا کہ میرا رب کسی چیز سے نہیں بنا ہے، وہ تمام اشیاء سے الگ ہے، اس کے بعد اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی:

ان روایات کے مجموعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مختلف اوقات میں مختلف لوگ رسول اللہﷺ سے رب کی نوعیت اور کیفیت کے بارے میں پوچھتے رہے ہیں جس کی عبادت اور بندگی کی طرف آپؐ لوگوں کو دعوت دیتے رہے، اور ہر مرتبہ اللہ کے حکم سے انہیں یہی سورت پڑھ کر سنائی سب سے پہلے مشرکین مکہ نے یہ سوال رسول اللہﷺ سے کیا اور جواب میں ان پر وہی سورت نازل ہوئی، اس کے بعد مدینہ میں کبھی یہودیوں نے کبھی عیسائیوں نے اور کبھی دوسرے عربوں نے رسول اللہﷺ سے ایسے سوالات کیے، اور ہر بار اس سورت کو ان کی سماعتوں تک پہنچانے کا رب العزت کی طرف سے اشارہ کیا گیا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

پس حقیقت یہ ہے کہ یہ سورت اصل میں مکی ہے، لیکن اس کے مواد کے بارے میں غور سے یہ محسوس ہوتا ہے یہ سورت مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھی، اس وقت جب اللہ کی ذات اور صفات کے بارے میں قرآن کریم میں تفصیلی آیات نازل نہیں ہوئی تھیں، رسول اللہﷺ کی طرف سے دعوت خدا سن کر لوگ یہ جاننا چاہتے تھے کہ وہ کونسا خدا ہے اور کیسا ہے؟ یہ محمد لوگوں کو جس کی عبادت اور بندگی کی طرف بلاتا ہے، مکہ کے ابتدائی دور میں اس سورت کے نازل ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ جب بلال کے آقا امیہ بن خلف نے بلال کو گرم ریت پر لٹایا اور ان کے سینے پر ایک بڑا پتھر رکھا تو بلالؓ احد، احد پکارتا تھا، یہ احد کا لفظ اسی سورت سے لیا گیا تھا۔

سورہ اخلاص کی فضیلت

سورہ اخلاص کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہﷺ نے فرمایا: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ"، "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! سورہ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے"(رواہ البخاری)

1 - جو بھی اس سورت کے مفاہیم پر ایمان لائے اور درست عقیدہ رکھے اور خدا کا جو تعارف اس میں ہے اس کا اقرار کرے، و ہ ایک مخلص مؤمن بن جائے گا۔

2 - سورہ اخلاص کے مندرجات پر ایمان دوزخ سے اہل توحید کی رہائی اور خلاصی کا سبب بنے گا۔

3 - جو کوئی بھی اس سورت میں بیان کردہ اللہ کے اسماء و صفات کو سمجھے، اور ان کی حقیقتوں اور معانی پر ایمان لائے وہ ہر قسم کے نفاق اور گمراہی سے آزاد ہوجائے گا، اور نیت و عمل میں مخلص ہوگا۔

سورہ اخلاص تلاوت کرنے میں ایک تہائی قرآن کے برابر ثواب ہے۔

ابو سعید خدری ؓ سے ایک حدیث مروی ہے:

"أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ يرَدِّدُهَا. فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ"(بخاری:۵۰۱۴)

"یعنی:ایک بندے نے سنا کہ ایک شخص سورہ اخلاص کی تلاوت کرتا اور دہراتا تھا، وہ اسے معمولی کام سمجھتا تھا، صبح کے وقت رسول اللہﷺ کے پاس آیا، اور آپﷺ کو واقعہ سنایا، تو رسول اللہﷺ نے فرمایا: اس

(c) ketabton.com: The Digital Library

ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک سورہ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے".

اسی طرح ابو سعید خدریؓ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں: "قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِأَصْحَابِهِ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ. وَقَالُوا أَيُّنَا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ"(بخاری:۵۰۱۵)

"نبی کریمﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ: کیا تم میں سے کسی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے؟ صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا، اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللهﷺ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے، نبی ﷺ نے اس پر فرمایا کہ: "الواحد الصمد"(یعنی:قل هو الله احد) قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے".

اس لیے کہ پورا قرآن ان اصولوں کی وضاحت اور بیان ہے جو اس سورت میں مختصرا بیان کیے گئے ہیں، اور اس لیے بھی کہ شریعت کے عمومی اور کل اصول تین ہیں: توحید، حدود و احکام اور اعمال ، یہ سورت اکیلے توحید اور حق تعالی کی تقدیس کو بیان کرتی ہے۔

سورہ اخلاص کو دوسورتوں (ناس اور خلق)کے ساتھ ملا کر فجر اور مغرب اور سوتے وقت تین مرتبہ پڑھنا سنت ہے،ابو داؤد عبدالله بن حبیب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا رسول الله ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہو: میں نے کہا اے الله کے رسول کیا کہوں؟ فرمایا: "قل هو الله أحد، والمعوذتين حين تمسى وحين تصبح ثلاث مرات تكفيك من كل شئ" ترجمہ: ہر صبح و شام تین مرتبہ سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھو،تمہارے لیے ہر چیز میں کافی ہوگا"(ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

سورہ اخلاص کی فضیلت میں مذکور تمام احادیث

قال رسول الله ﷺ: "يا عقبة ألا أعلمك سورا ما أنزلت فى التوراة ولا فى الزبور ولا فى الإنجيل ولا فى الفرقان مثلهن، لا يأتين عليك إلا قرأتهن فيها. قل هو الله أحد و قل أعوذ برب الفلق وقل أعوذ برب الناس". ترجمہ:عقبہ بن عامرؓ سے رسول اللهﷺ نے مخاطب ہوکر فرمایا: اے عقبہ، کیا میں تمہیں وہ سورتیں نہ سکھا دوں، جن کے مثل تورات، زبور، انجیل اور قرآن میں نازل نہیں ہوئی ہیں، اور تمہاری کوئی رات ایسے نہ گذرے کہ تم ان کہ نہ پڑھو، وہ سورتیں: "قل هو الله أحد اور"قل

(c) ketabton.com: The Digital Library

أعوذ برب الفلق" اور"قل أعوذ برب الناس"(یہ روایت سلسلة احادیث صحیحہ شمارہ: ۲۸۶۱)میں ہے۔

" عَنْ ابن عباسٍ (رضی الله عنهما) قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم: «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» تَعدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ" ترجمہ:ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(سورہ اخلاص قرآن کے ایک تہائی کے برابر ہے)۔

" عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ (رضی الله عنه) قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ (صلى الله عليه وسلم): أَيَعجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يقْرَأَ فِي لَيلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟ قَالُوا: وَكَيفَ يقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) يعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ "(ابو داؤد)

ترجمہ:ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رات کو ایک تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی ایک تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: "سورہ اخلاص قرآن کے ایک تہائی کے برابر ہے"۔

" وفی روایةٍ «إِنَّ اللَّهَ جَزَّأَ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ جُزْءًا مِنْ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ "

ترجمہ:ایک اور روایت میں ہے کہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالٰی نے قرآن کریم کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، اور سورہ اخلاص قرآن کریم کے تین حصوں میں سے ایک ہے۔

"وَعَنْهُ (رضی الله عنه) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ (صلى الله عليه وسلم): احْشِدُوا فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ» فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللَّهِ (صلى الله عليه وسلم) فَقَرَأَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: إِنِّي أُرَى هَذَا خَبَرٌ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ فَذَاكَ الَّذِي أَدْخَلَهُ. ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللَّهِ (صلى الله عليه وسلم) فَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ لَكُمْ سَأَقْرَأُ عَلَيكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ أَلاَ إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ" ترجمہ: ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:تم سب اکٹھے ہوجاؤ، کیونکہ میں تم سب کو تہائی قرآن پڑھ کر سنانے والا ہوں، "چنانچہ آپ ﷺ کی اس پکار پر جو بھی پہنچ سکا جمع ہوگیا، پھر نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے، سورہ"قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ " پڑھی اور(حجرہ شریفہ میں) واپس چلے گئے، تو بعض صحابہ نے باہم سرگوشیاں کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ: میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤ نگا،میرا خیال یہ ہے کہ ایسا اس وجہ سے ہوا ہے کہ آسمان سے کوئی خبر(کوئی اطلاع)آگئی ہے، پھر نبی اکرم ﷺ کمرے سے باہر نکلے اور فرمایا: "میں نے کہا تھا میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

تمھیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا تو سن لو یہ سورت "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ "تہائی قرآن کے برابر ہے".

حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ:حضور ﷺ نے ایک آدمی کو فوجی دستے کے کمانڈر کے طور پر متعین کردیا، وہ شخص اپنے ساتھیوں کے لیے نماز کی امامت کراتے تھے، اور سورہ اخلاص کے ساتھ اپنی تلاوت ختم کرتے تھے، جب وہ لوگ واپس آئے تو موضوع نبی کریمﷺ کے سامنے رکھا، رسول اللہﷺ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتاہے؟ اس نے کہا: سورہ اخلاص میں اللہ کی صفات کا بیان ہے، میں اسے پڑھنا پسندکرتا ہوں، نبی کریمﷺ نے فرمایا: "اس سے کہو کہ اللہ تعالٰی بھی اس سے محبت کرتا ہے.

دوسری روایت میں آیا ہے کہ فرمایا: "چونکہ تم اللہ کی صفات پسند کرتے ہو اس لیے جنتی ہو.

"عن معاذ بن أنس (رضی الله عنه) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ (صلی الله علیه وسلم): «مَنْ قَرَأَ: (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) عَشْرَ مَرَّاتٍ بنى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. وفى رواية: قَصْراً " ترجمہ:معاذ بن انس نے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:جو شخص دس مرتبہ "قل ھو اللہ احد" پڑھے گا،اللہ تعالٰی اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا،اور دوسری روایت میں ہے کہ:اس کے لیے جنت میں ایک "محل" بنائے گا.

معلوماتی ملاحظہ

عالم اسلام کے مشہور مفسر امام فخرالرازی فرماتے ہیں: سورہ اخلاص خدا تعالٰی کے بارے میں ہے، جیسا کہ سورہ کوثر نبیﷺ کے بارے میں ہے،کیونکہ مشرکین کا نبیﷺ پر طعنہ یہ تھا کہ:انہوں نے کہا کہ محمدﷺ "ابتر" ہے، آپ کے بعد کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے، ان کی نظر میں بیٹے کا نہ ہونا عیب تھا،لیکن چونکہ اللہ تعالٰی کے لیے اولاد کا ہونا ایک عیب اور نقص تھا، اس لیے اللہ تعالٰی نے اپنے نبی پر طعن کو سورہ کوثر میں رد کردیا، اپنے حق میں کیے گئے طعن کو اس سورت میں رد فرمایا اس بنا پر یہاں فرمایا: "قل"کہو: تا کہ اپنے آپ سے اس طعن لعن دور کردے، جب کہ سورہ کوثر میں قُل نہیں کہا، بلکہ خود ہی براہ راست اپنے نبی سے اس طعن اور عیب کو رد کردیا.

بخاری کی روایت میں ہے کہ:اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا : "«لا أحد أصبر على أذى سمعه من الله، إنهم يجعلون له ولداً، وهو يرزقهم ويعافيهم " ترجمہ:اللہ تعالٰی سے بڑھ کر کوئی صبر کرنے والا نہیں ہے کہ جو تکلیف دہ بات سنے اور وہ یہ کہ انہوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

نے الله کا بیٹا قرار دیدیا، اس کے باوجود وہ الله انہیں رزق اور عافیت دیتاہے ۔
مجموعی طور پر سورہ اخلاص سے عقیدہ توحید اور یکتا پرستی کا اثبات ہوتا ہے،جس طرح سورہ کا فرون عقیدہ توحید اور خدا کے علاوہ کی عبادت کے درمیان کسی بھی قسم کے سمجھوتہ اور یکسانیت کو رد کرتی ہے"۔

سورہ اخلاص سے حاصل شدہ اسباق

1 - الله تعالٰی کو اس کے ناموں اور صفات سے جاننا۔
2 - عقیدہ توحید اور نبوت پر استحکام اور تاکید۔
3 - الله تعالٰی کی طرف اولاد کی نسبت کو باطل قرار دینا۔
4 - اس خدائے واحد لا شریک کی عبادت کا واجب ہونا، صرف وہی الوہیت والا ہے، اس کے سواء کسی کے پاس یہ صفت نہیں ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورة الاخلاص

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ۱ؕ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۲ۚ لَمۡ یَلِدۡ۬ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۳ۙ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۴

سورة الاخلاص کا تفسیر و ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	شروع کرتاھوں اللہ کے نام سے جوبڑا مھربان نھایت رحم والاھے
قُلۡ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ۱ؕ	کہہ دے وہ اللہ ایک ہے
اَللّٰہُ الصَّمَدُ۲ۚ	اللہ ہی بے نیاز ہے
لَمۡ یَلِدۡ۬ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۳ۙ	نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جناگیا
وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۴	اور اس کا کوئی ہمسر نہیں

1 - سورہ اخلاص نے خدا کو اپنی ذات میں اکیلا قرار دیا ہے، "قُلۡ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ"-

2 - خدا کو مخلوق کی تمام ضروریات پورا کرنے کے واحد منبع کے طور پر متعارف کرایا ہے "اَللّٰہُ الصَّمَدُ"-

3 - کسی کا حصہ ہونا اور دوسری اشیاء سے وجود میں آنے کی تردید "لَمۡ یَلِدۡ۬ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ"-

4 - اسے کسی بھی قسم کے شریک رکھنے سے پاک قرار دیاہے، "وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ"-

ملاحظہ

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ سورہ اخلاص چار"۴" آیات پر مشتمل ہے، سب سے پہلی آیت اللہ تعالٰی کی وحدانیت کو ثابت اور اس سے شرک کی نفی کرنے میں ہے، دوسری آیت خدا کے کمال کو ثابت کرنے اور اس کی ذات سے نقص اور عاجزی کی نفی میں ہے،تیسری آیت اللہ تعالٰی کی ابدیت کو ثابت کرنے اور اس کی ہمیشگی اور اس سے بیوی بچوں کی نفی کے بارے میں ہے، چوتھی آیت بلند مرتبہ خالق کی عظمت اور شان کے بارے میں اور اس سے کسی قسم کی تشبیہ اور مثل کی نفی کے بارے میں ہے-

(c) ketabton.com: The Digital Library

لغات اور اصطلاحات کی تشریح

احد: ایک، اکیلا، "الصَّمَدُ" ایسے اعلی مقام و مرتبہ والاہے جو مخلوق کی تمام ضرورتوں اور کاموں میں مسلسل توجہ دیتا ہے، جو بے مثال کمال اور خصوصیات سے بھرپور ہے۔
"صَمَدَہٗ" اس کا قصد کیا، اور اس پر اعتماد کیا، "لَمْ یَلِدْ" (ولد): کسی کو نہیں جنا، "لَمْ یُوْلَدْ": کسی سے نہیں جنا، "کُفُوًا": (کفء): اس جیسا، اس کے مقابل، اس کی طرح، تشبیہ اور نظیر، یعنی: خدا جیسا کوئی نہیں ہے، اور کوئی اس کے مشابہ، برابر، اور ساجھی نہیں ہے، (شوری: ۱۱، فرقان)

سورہ مبارکہ کی آیات کی تفسیر اور بیان

اس سورت میں خدا کی ذات کی وحدانیت اور اس کی طرف ہمارے وجود کی تمام ضروریات میں ہمارا رجوع اور یہ کہ اس کی ذات اور صفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں ہے ، اور یہ قرآنی توحید، صرف قرآن ہی کے لیے مخصوص ہے، اور اسلام کی تمام بنیادی تعلیمات (اصولی، فروغی اور اخلاقی) کی اسی کے مطابق منصوبہ بندی کی گئی ہے۔
ہوسکتا ہے کہ یہ سورت مکہ اور مدینہ دونوں میں نازل ہوئی ہو، لیکن جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے، اس کے سبب نزول میں جو روایات آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ اخلاص مکہ میں نازل ہوئی ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱	کہہ دے وہ اللہ ایک ہے

(قل: ھواللہ...) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دلجمعی کے ساتھ تیاری کی اور اس اہم اور ضروری معاملے کو تندہی سے شروع کیا، اور لوگوں کو شرک اور شکوک و شبہات سے پاک خالص توحید کی طرف بلایا اور انہیں یہ تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے، یعنی: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے شجرہ نسب کی تفصیل پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کیسا ہے؟ انہیں بتاؤ: جس خدا کی میں عبادت کرتا ہوں اور تمہیں اس کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں، وہ اکیلا ہے، ایک ہے، اس کا کوئی شریک اور مثال نہیں ہے، یعنی اس کی پاک ذات میں کسی قسم کا تعدد اور تکثر نہیں، اور شرک کی کوئی گنجائش نہیں ہے، وہ بغیر شریک کے ہے، نہ اس کی ذات میں، نہ صفات میں اور نہ افعال میں کوئی شریک ہے، عسائیوں کے تصور تثلیث (باپ، بیٹا اور روح القدس) کی طرح نہیں ، بلکہ وہ اکیلا اور یگانہ ہے۔
اور مشرکین کی رائے کے برعکس جو خداؤں کی کثرت پر یقین رکھتے ہیں، وہ اکیلا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

آیت میں "هُوَ" کی ضمیر بات کی عظمت اور گہرائی کو ظاہر کرتی ہے: تاکہ مخاطب کھلی آنکھوں اور دل کے کانوں سے اس پر توجہ دے، اور اس کا مرجع، مکمل کمال اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے، لفظ "احد" عدد اور گنتی کی نفی کرتا ہے، یعنی خدا کی ذات پاک کے علاوہ کوئی نہیں جو کائنات کو تھامے اور کائنات کو چلائے، اللہ تعالیٰ اپنی اعلیٰ صفات، کمال اور صمدیت کی انتہا میں ہے۔

"اللہ"، "الہٰ" کے اصل سے بمعنی معبود کے ہے، خدا کی ذات کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دیگر نام جیسے: رحمان، رحیم، خالق اور قادر اس کی صفات اور افعال کی دلیل ہیں۔

سورہ اخلاص کے شروع میں خدا اپنے آپ کو "اللہ" کہتا ہے، اور پھر اپنی صفت "احد" بیان کرتا ہے، اللہ کی وحدانیت کی صفت لفظ "احد" کے ساتھ، جس میں مبالغے کا معنی واحد سے زیادہ پایا جاتا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کی وحدانیت حقیقت بسیط ہے، اس میں کسی امتزاج کا کوئی راستہ نہیں ہے، اس وجہ سے واحد کی صفت، یعنی واحد کے لیے مرکب لفظ جیسے واحد قوم، واحد امت کا استعمال ہوتا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خدا کی ذات جو اللہ سے موسوم ہے، ایسے معبود کے معنی میں ہے کہ بندے اس کے فہم سے عاجز اور حیران ہوں، کہ اس کی وحدت بسیط ہے، اس ذات کی وحدت کے بسیط ہونے کا معنی یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اس کا عقلی طور پر کوئی ثانی ہو، کیونکہ وحدت بسیط میں کمال مطلق کی ضرورت ہے، اور کمال مطلق میں کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی، کہ پھر اس میں دوسرا آجائے اور وہ اس کے وجود کا سبب بنے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲	اللہ ہی بے نیاز ہے

اور وہ "اللہ الصمد" ہے، صمد: وہ ہے جس کی طرف لوگ اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے رجوع کرتے ہیں کیوں وہ ان کو پورا کرنے پر قادر ہے۔

"صمد" کا معنی یہ ہے کہ ہر چیز ذات، آثار اور صفات میں اس کی محتاج ہے، اور وہ اللہ منتھی المقاصد ہے۔

مفسر آلوسی (۱۲۱۷-۱۲۷۰ ق) اپنی تفسیر "روح المعانی فی تفسیر القرآن" میں تفسیر کرتے ہیں کہ: "صمد" وہ رب جس سے اوپر کوئی نہیں ہے، دوسرے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور لوگ اپنی ضروریات اور معاملات کے حل و فصل کے لیے اس کے پاس پناہ لیتے ہیں۔

"صمد" :صُمود" کے مادہ سے ہے، اس کا مطلب ہے کسی چیز کا ایسا بھرجانا کہ اس میں گنجائش ہی باقی نہ رہے، خدا صمد ہے، یعنی وہ بے نیازی سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

بھرپور ہے، خدا تعالیٰ کی ذات کو بے نیازی اور غنی نے گھیر رکھا ہے، اور اس میں کم سے کم حاجت کا بھی کوئی راستہ نہیں۔

"صمد " مفسرین کے مطابق دو معنی رکھتا ہے:

اول: بمعنی سخت کے ہے، ناقابل تسخیر اور نہ تبدیل ہونے والا۔

دوم: بمعنی پناہ اور لوٹنے کی جگہ جو دوسروں کو درکار ہے، اور وہ لوگوں سے بے نیاز ہے درحقیقت دونوں معنی کامل کمال کے ساتھ بیان کیے جاسکتے ہیں کہ اس میں کسی تبدیلی یا تغییر کی ضرورت نہیں ہے، وہ جو چاہے کرسکے اور وہ قادر مطلق ہے، اس لیے اس کے علاوہ دوسرے اس کے محتاج ہیں، اور ان کا قائم رہنا اس کی ذات پر منحصر ہے، پس خدا کے وجود کا تصور انسان کے جیسے کہ: کھائے، پیئے اور پہنے جیسا کہ بعض مذاہب نے اس طرح کہا ہے باطل ہے، اور خدا کی ذات اور صفات کو انسان کی ذات اور صفات کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے۔

حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں: "صمد" وہ رب اور مالک ہے جو اپنی بادشاہت میں کمال کو پہنچ گیا ہو، ایسا قابل عزت کہ شان میں کمال کو پہنچا ہو، ایسا عظیم ہے جو اپنی عظمت میں کمال کو پہنچا ہو، ایسا حلیم کہ اپنی حلم اور بردباری میں کمال کو پہنچا ہو، ایسا غنی جو اپنی غنا میں کمال کو پہنچا ہو، ایسا حکیم جو اپنی حکمت میں کمال کو پہنچا ہو، "صمد" ایک ایسی صفت ہے جس کا اس کے سوا کوئی مستحق نہیں، نہ کوئی اس کے برابر ہے۔

زجاج کہتے ہیں: "صمد" وہ رب اور حاکم ہےجس کی حاکمیت ہو اور اس سے اوپر کوئی رب اور حاکم نہ ہو۔

مجموعی طور پر یہ کہنا چاہیے کہ: "صَمَدِيَتْ" رب تعالیٰ کی ہرچیزسے بے نیازی ہر چیز سے اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو اولاد اور ماں باپ کی ضرورت نہیں ہے۔

مشرکین کو معلوم ہونا چاہیے کہ: وہ اس بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ محض وہم و گمان کے سوا کچھ نہیں ہے، اور خالق کی ذات پاک ہے ہر قسم کے بہتان اور غیر منصفانہ تقابل اور برابری سے قرآن کی بہت سی آیات ہیں جو اس سورت کی تصدیق کرتی ہیں: "بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۝ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۝ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝١٠١" (انعام: ١٠١) ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمینوں کا موجد ہے، اس کی اولاد کیسی ہوگی، جب کہ اس کی کوئی بیوی نہیں، اوراس نے ہر چیز پیدا کی اور وہ ہرچیز پرخوب عالم ہے -

"الله الصَّمد" کے بارے میں تمام مفسرین کی تفسیر

ذیل میں دیگر مفسرین کی تشریحات سےلفظ "الله الصمد" کے بارے میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

محترم قارئین کے لیے مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں:
علی کرمہ الله وجهه،عکرمہؒ اور کعب احبارؒ کہتے ہیں: "صمد وہ ذات ہے جس سے بالاتر کوئی نہ ہو"
حضرت عبدالله بن مسعودؓ ، حضرت عبدالله بن عباسؓ اور ابو وائل بن شقیق بن سلمہ: "ایک سردار جس کی سیادت مکمل ہو اور عروج و انتہا کو پہنچ چکی ہو۔
ابن عباسؓ کا دوسرا قول : " صمد وہ ہے جو اپنے سیادت میں، اپنی شرف میں ، اپنی عظمت میں، اپنے حلم و برد و باری میں، رواداری ،علم اور حکمت میں کامل ہو"۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:صمد وہ سب سے بے نیاز ہو، اور سب اس کے محتاج ہوں، عکرمہ کا دوسرے قول ہے کہ: وہ ذات ہے جس سے نہ کوئی چیز نکلی ہو، اور نہ نکلتی ہو" وہ جو نہ کھاتا اور نہ پیتاہو"اس کے ہم معنٰی اقوال شعبی اور محمد بن کعب القرظی سے بھی منقول ہیں۔
مفسر سدی کہتے ہیں: مطلوب چیزیں حاصل کرنے کے لیے لوگ جس کا قصد کریں ، اور مصائب میں مدد کے لیے جس کی طرف رجوع کریں۔
سعید بن جبیر نے کہا: "وہ جو اپنی تمام صفات اور اعمال میں کامل ہو"۔
ربیع بن انسؓ نے فرمایا: "جس پر کوئی آفت نہ آتی ہو"، مقاتل بن حیان نے کہا ہے: "وہ جو بے عیب ہو"،ابن کیسان نے کہا: "وہ جس کی صفت سے کوئی دوسرا متصف نہ ہو" حسن بصری اور قتادہ نے کہا: "وہ جو باقی رہنے والا اور لا زوال ہو" اس سے ملتے جلتے اقوال مجاہد،معمر،مرۃ الہمدانی سے بھی منقول ہیں۔
مرۃ الہمدانی کا ایک اور قول یہ ہے کہ: صمد وہ ہے جو مرضی کے مطابق جو چاہے فیصلہ کرے ، اور جو کام چاہے کرے،اور اس کےحکم اورفیصلے پر نظر ثانی کرنے والا کوئی نہ ہو"، ابراهیم نخعی کہتے ہیں: "وہ جس سے لوگ
اپنی حاجتوں کے لیے رجوع کریں۔
ابو بکر الانباری: اہل لغت میں اختلاف نہیں ہےکہ: "صمد اس سردار کو کہتے ہیں جس سے بالاتر کوئی سردار نہ ہو، جس کی طرف لوگ اپنی حاجات اور اپنے معاملات میں رجوع کریں "۔
الزجاج کا قول بھی اسی کے قریب ہے، وہ کہتے ہیں: "صمد وہ ہے جس پر سرداری ختم ہوگئی ہو، اور ہر کوئی اپنی ضرورت کے لیے اس کی طرف رجوع کرتا ہو۔(ازتفہیم القرآن)

(c) ketabton.com: The Digital Library

لَمۡ یَلِدۡ۬ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾	نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جناگیا

یعنی: اس سے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا، اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے،کیونکہ کوئی بھی اس کی مجانست اور مشارکت نہیں رکھتا کہ اس نے اپنی جنس سے بیوی بنالی ہو، -والعباذ باللہ– کہ اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے ہوں، نیز ولادت فنا کی علامت ہے،کیونکہ پیدائش اور تولید اس لیے ہوتی ہے کہ کسی چیز کی جنس اس کے والدین کے فنا ہونے کے بعد باقی رہے، جبکہ ماضی اور مستقبل میں خدا کا کوئی باپ نہیں ہے کہ اس کی طرف نسبت کی جائے، اور کوئی اولاد بھی نہیں ہے کہ اس کی طرف نسبت کی جائے۔

خدا تعالٰی اپنی ذات کے بارے میں کہتا ہے: ایسا تصور کرنا باطل ہے، کہ اللہ جنتا ہے، اور جنا جاتا ہے، بلکہ اس کا وجود ہمیشہ سے ہے اور رہے گا، نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہا، تمام موجودات اس کی ہے، اور اس کی ذات ازلی اور ابدی ہے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ عرب کے مشرکوں نے کہا: فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں،یہودیوں نے کہا:عزیر خدا کا بیٹا ہے، اور عیسائیوں نے کہا:مسیح خدا کا بیٹا ہے،تو خدا تعالٰی نے ان سب کی تردید کی، اور فرمایا: "لَمۡ یَلِدۡ۬ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ"نہ اس نے کسی کو جنا ہے،اور نہ ہی خود کسی سے جنا گیا ہے"

مخلوقات کے ساتھ خدا کا تعلق پیدائش نہیں،تخلیق کا ہے، وہ تمام موجودات کو پیدا فرماتا ہے،یعنی عدم سے وجود میں لاتا ہے،نا کہ وہ خود جنے،کیونکہ بچہ والدین کے جنس سے ہوتاہے،درحقیقت ان کے وجود کا حصہ ہوتاہے، جبکہ کوئی بھی چیز خدا کی جنس سے یا اس کے حصے سے نہیں ہے۔

وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾	اور اس کا کوئی ہمسر نہیں

یعنی: کوئی اس کے برابر، اس جیسا اور اس کی شریک نہیں ہے،کسی بھی چیز میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے،

اس آیت مبارکہ میں: "احد" کی قید سے عقیدہ ثنویت کی تردید ہے، نیز یہ ان لوگوں کے قول کی تردید کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور خالق ہے،کیونکہ اگر دوسرا خالق ہوتا تو اس صورت میں اللہ تعالٰی ضرورتوں اور حاجات میں یکتا مرجع و مقصود نہ ہوتا۔

"تفہیم القرآن" کے مفسر لکھتے ہیں کہ:اصل میں لفظ کفو استعمال ہوا ہے، جس کے معنی ہیں نظیر،مشابہ، مماثل، ہم مرتبہ، مساوی، ہماری زبان میں نکاح کے معاملہ میں بھی لفظ کفو کا استعمال ہوتا ہے، ا ور اس سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

مقصود یہ ہوتا ہے کہ لڑکا اور لڑکی معاشرتی حیثیت سے برابر کا جوڑہوں ، پس اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ساری کائنات میں کوئی نہیں ہے، نہ کبھی تھا، نہ کبھی ہوسکتا ہے، جو اللہ کے مانند، یا اس کا ہم مرتبہ ہو، یا جو اپنی صفات، افعال اور اختیارات میں اس سے کسی درجہ میں بھی مشابہت رکھتا ہو۔

آیت کریمہ: "وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ"سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ: نہ ذات میں، نہ صفات اور نہ افعال میں کوئی چیز نہ کوئی آدمی اللہ کے مثابہ ہے، اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے کہ دنیا کے امور میں اس کا شریک ہوسکے۔

مفسر ابن کثیر کہتے ہیں کہ: یعنی وہ ہر چیز کا خالق مالک ہے، پھر اس کی مخلوق اور ملکیت میں سے اس کی برابری اور ہمسری کرنے والا کون ہوگا؟ وہ تمام عیوب اور نقصان سے پاک ہے، ایک حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے،حالانکہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے، مجھے گالیاں دیتا ہے اور اسے یہ بھی لائق نہ تھا۔

وہ کہتا ہے کہ: جس طرح اولا اللہ نے مجھے پیدا کیا ایسے ہی پھر نہیں لوٹا ئے گا، حالانکہ پہلی مرتبہ کی پیدائش دوسری مرتبہ کی پیدائش سے کچھ آسان تو نہ تھی، جب میں اس پر قادر ہوں تو اس پر کیوں نہیں؟ اور اس کا مجھے گالیاں دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: اللہ کی اولاد ہے حالانکہ میں اکیلا ہوں، میں ایک ہی ہوں ، میں صمد ہوں، نہ میری اولادہے، نہ میرے ماں باپ ہیں، نہ مجھ جیسا کوئی ہے۔

بعض مسلم محققین نے شرک کی آٹھ قسمیں بیان کی ہیں، جن کی خدا نے سورہ اخلاص میں نفی کی ہے۔

پہلا اور دوسرا: شرک خدا کی ذات کثرت اور دو ہونے کا شرک ہے،جس کے بارے میں خدا نے فرمایا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"، تیسرا اور چوتھا تبدیلیاں اور نقائص ہیں، جن کی خدا نے آیت "اللہ الصمد"کے ساتھ نفی کی، پانچواں اور چھٹا معاملوں اور ناقص ہونے کی علت جس کی اللہ نے آیت "لم یلد ولم یولد" کے ساتھ نفی کی، ساتواں اور آٹھواں امثال اور اضداد ہیں جن کی نفی اللہ تعالیٰ نے "ولم یکن لہ کفوا احد" کے ساتھ کی، لہذا خدا کی وحدانیت کا تصور ، تنہا ، ازلی اور ابدی ذات کے لیے کیا جاسکتا ہے۔

سورۃ الاخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے

بعض لوگاں کا خیال ہے کہ صرف الحمدللہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

پڑھنے سے پورا قرآن پاک ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے، تو پورا قرآن ختم کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ صرف ان سورتوں کی تلاوت کا ثواب پورے قرآن پاک کی تلاوت کے برابر ہے۔
اس کے جواب میں ان محترم دوستوں کو مطلع کرنا ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر یہ نہیں فرمایا کہ تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنے پر قرآن ختم کرنے کا ثواب ہے، بلکہ یہ فرمایا کہ: سورہ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟ قَالُوا: وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. وفى روايةٍ «إِنَّ اللَّهَ جَزَّأَ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ جُزْءًا مِنْ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ. (صحیح مسلم.)"۔
ترجمہ: "کیا تم میں سے کوئی ایک تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی ایک تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: "سورہ اخلاص قرآن کے ایک تہائی کے برابر ہے"۔
"وفى روايةٍ «إِنَّ اللَّهَ جَزَّأَ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ جُزْءًا مِنْ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ" (صحیح مسلم) ترجمہ:ایک اور روایت میں ہے کہ :رسول اللہﷺ نے فرمایا:اللہ تعالٰی نے قرآن کریم کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے،اور سورہ اخلاص قرآن کریم کے تین حصوں میں سے ایک ہے۔
علمائے اسلام نے کہا ہے کہ: اس لیے کہ پورا قرآن کریم ان اصولوں کی وضاحت اور بیان ہے جو اس سورت میں مختصراً ذکر کیے گئے ہیں، اور اس لیے بھی کہ اسلامی قانون کے عمومی اور کلی اصول تین چیزیں ہیں: توحید، حدود و احکام اور اعمال کا بیان، اور یہ سورت ہی صرف خدا کی توحید اور اس کے تقدیس کی ذمہ داری لیتی ہے۔ (انوارالقرآن)
لیکن ممکن ہے کوئی کہے: اگر سورہ اخلاص کی تلاوت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، تو پھر اس کی تین بار تلاوت کرنے سے پورے قرآن کا ثواب ملنا چاہیے، اس لیے دوسری سورتوں کی تلاوت کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہوگی!

اس بارے میں سوال اور اس کا جواب ملاحظہ کریں:

سوال: اگر سورہ اخلاص کی تین بار تلاوت قرآن کی تلاوت کے برابر ہے، تو کیا اگر کوئی مسلمان قرآن کی تلاوت چھوڑ دے اور صرف اسی سورت کی تلاوت کرے تو وہ گنہگار ہوگا؟ مفتی صاحب نے جواب دیا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرمایا: "الدین النصیحة" یعنی: دین خیر خواہی کا نام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا : اے اللہ کے رسول! کن کے لیے نصیحت ہے؟ فرمایا: " للہ ولکتابہ ولرسولہ ولأئمة المسلمین وعامتھم " اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسولوں کے لیے، مسلم حکمرانوں کے لیے، اور ان کے عام لوگوں کے لیے۔

خدا کی کتاب کے لیے خیرخوہی: اس کی تلاوت کرنے اور اس کی آیات پر غور و فکر کرنے اور اس کے مواعظ سے نصیحت لینے اور خدا کے احکام کی تعمیل کرنے اور اس کے منع کردہ چیزوں سے بچنے اور اس کی حدود سے تجاوز نہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن کریم کی دوسرے سورتوں کو پڑھے بغیر صرف سورہ اخلاص کو پڑھنا خدا کی کتاب کی خیرخواہی کے مطابق نہیں، اور جو شخص باقی قرآن چھوڑ کرصرف اس سورت کو پڑھتا ہے وہ نصیحت حاصل نہیں کرسکتا اور اپنا ایمان نہیں بڑھا سکتا، اور حلال و حرام کے احکام سے، اور واجب، مسنون، مکروہ سے واقفیت حاصل نہیں کرسکے گا، قرآنی آداب و اخلاق سے مزین نہیں ہوسکتا، ان معاملات میں ایک مسلمان کو کوتاہی کرنا قرآن کی تلاوت ترک کرنے کی سزاء کے لیے کافی ہے، (یعنی جو شخص قرآن کی تلاوت کو ترک کردے گا، اور ان چیزوں سے محروم رہے، وہ خود کو ملامت کا مستحق ٹھہرائے گا) اور پیغمبرؐ باوجود اس کے کہ اس سورت کی فضیلت کو جانتے تھے کہ قرآن کریم کی ایک تہائی کے برابر ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہم سے زیادہ نیکی کے حریص تھے، بلاشبہ اجر و ثواب کمانے میں ہم سے زیادہ حریص اور اس کا شوق رکھتے تھے، مگر وہ صرف اس سورت کی تلاوت کو کافی نہیں سمجھتے تھے، وہ صرف اس سورت کی تلاوت پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ قرآن کریم کی دوسرے سورتوں کی بھی تلاوت کرتے تھے، اور اس پر مداومت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (احزاب: ۲۱) ترجمہ: "یقیناًرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور طرزعمل تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے" (فتاوی الجنة الدائمة: ۲۹/۶-۳۰)

شیخ عبد الرزاق عقیقی، شیخ عبداللہ بن غدیان،جیسا کہ افتا کے مستقل لجنتہ کے فتوی میں مذکور ہے:کہ رسول اللہ ﷺ صرف سورہ اخلاص کے پڑھنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے، اور آپ ﷺ کبھی اپنے صحابہ کو یہ نہیں فرمایا کہ قرآن پاک کی تلاوت اور ختم کرنے کے بجائے صرف تین مرتبہ سورہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

اخلاص پڑھیں،ھمیں بھی سیرت اور سنت نبویﷺ اور آپﷺ کے اصحاب کی تابع داری کرنی چاہیے اور قرآن کریم کی مختلف سورتوں کی تلاوت سے(جس میں سے ہر ایک خطبات،نصحیتوں اور شرعی قواعد و احکام پر مشتمل ہے)خود کو محروم نہ کریں، تاکہ خدائے بزرگ و برتر ہمارے دلوں کو نور ہدایت سےبھر دے، اور خدا کی آیات کو جان کر اس کا سیدھا راستہ ہم پالیں اور اس پر چلیں ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: " يقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ إِذا دَخَلَ الْجَنَّةَ اقْرَأْ وَارْقَ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنيا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيةٍ تَقْرَؤُهَا " ترجمہ: صاحب قرآن سے کہا جائے گا:پڑھتا اور چڑھتا جا، اور ویسے ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھ، پس تیری منزل وہ ہوگی جہاں تیری آخری آیت ختم ہوگی "امام احمد نےصحیح سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے اور (صحیح سنن ابی داود)

لہذا جو شخص قرآن کی زیادہ سورتیں یاد کر کے تلاوت کرے گا، قیامت کے دن اس کا درجہ بلند ہوگا،لیکن جو صرف ایک سورت کے یاد کرنے اور تلاوت کرنے پر اکتفا کرے گا وہ اس فضل سے محروم ہوگا، اس کے علاوہ بہت سے قرآنی علوم سے بھی محروم رہے گا۔

ابو موسی اشعریؓ کہتے ہیں کہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الأُتْرُجَّةِ، رِيحُهَا طَيبٌ وَطَعْمُهَا طَيبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لاَ يقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لاَ رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيحَانَةِ، رِيحُهَا طَيبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لاَ يقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، لَيسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ». صحیح بخاری و مسلم"۔

"اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو سنگترے جیسی ہے، اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی، لیکن مزہ میٹھا ہوتا ہے، اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، ریحانہ (پھول) جیسی ہے، جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے، لیکن مزہ کڑوا ہوتاہے"۔

لہذا جو شخص خدا کی کتاب کی زیادہ تلاوت کرتا ہے، اس کے علم و معرفت میں خدا کے شریعت کے بارے میں اضافہ ہوتا ہے اس کے اعمال میں بھی اضافہ ہوتا ہے، اور ھدایت کے قریب تر ہوجاتا ہے۔

ایک اہم نکتہ جس پر غور کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ (جزاء)اور (اجزاء) میں فرق ہے،"جزاء": یعنی وہ انعام جو اللہ تعالی اس کی عبادت

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور اطاعت کی بنا پر دیتا ہے، اور "اجزاء":کسی چیز کا دوسرے کی جگہ کافی ہونا، اور اس سے بے نیاز ہوجانا۔
یہ ٹھیک ہے کہ سورہ اخلاص کی تلاوت کا ثواب قرآن کے ایک تہائی کے برابر ہے،(جزاء قراءۃ ثلث القرآن)
لیکن یہ ایک تہائی قرآن کے پڑھنے کے قائم مقام نہیں ہوتا اور اس کی تلاوت کی ضرورت کو ختم نہیں کرتا (لا تجزء عن ثلث القرآن)۔
لہذا مثال کے طور پر اگر کوئی بندہ نذر مانے کہ قرآن کا ایک تہائی تلاوت کرے، تو وہ صرف سورہ اخلاص کی تلاوت سے اپنی نذر پوری نہیں کرسکتا، کیونکہ سورہ اخلاص ثواب اور بدلے میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، نہ کہ اجزاء اور تلاوت کے اعتبار سے۔
یا مثلا جو شخص اپنی نماز میں تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتا ہے تو اس کے تین مرتبہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی جگہ نہیں لیتی حالانکہ اسے پورا قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، لیکن پھر بھی اس پر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، اس لیے کی سورہ اخلاص نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔

سورہ اخلاص کی فضیلت کو سمجھنے کے لیے ایک اور سادہ سی مثال

صحیح احادیث میں سورہ اخلاص کی جوفضیلت بیان ہوئی ہے اس کو سمجھنے کے لیے ایک اور سادہ مثال یہ ہے کہ مسجدالحرام میں نماز پڑھنے کا اجر و ثواب دوسری مساجد کے مقابلے میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، تو کیا کوئی اس حدیث کا مطلب یہ لے سکتا ہے کہ: دسیوں سال تک نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں؟ کیونکہ مسجدالحرام میں ایک نماز کا پڑھنا ایک لاکھ نماز پڑھنے کے برابر ہے، تو پھر اگر ایک نماز مسجد الحرام میں پڑھی جائے تو اور نماز یں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے"۔
حالانکہ اس حدیث سے کوئی بھی اس طرح کا مفہوم نہیں لے سکتا، بلکہ اس طرح سمجھے گا کہ مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کا ثواب بہت زیادہ ہے، لہذا وہ کوشش کرے گا کہ اس میں نماز پڑھے، لیکن اپنی نمازیں ترک نہیں کریے گا۔
سورہ اخلاص کی تلاوت بھی ایسی ہی ہے،یعنی: کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ:سورہ اخلاص کی تین بار تلاوت کرنا پورے قرآن کی تلاوت کی ضرورت کو ختم کردیتا ہے، اس لیے کہ اس کی ہر بار تلاوت سے ایک تہائی قرآن کا ثواب مل جاتا ہے، بلکہ اس کو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس چھوٹی سی سورت کی تلاوت کو کم تر نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ اس کی تلاوت میں رغبت رکھے اور ہر رات اس کی تلاوت کرے تا کہ اسے زیادہ اجر و ثواب ملے، یقینا اللہ تعالی کا یہ فضل و احسان ہے کہ آسان سی عبادت ہمارے لیے قیمتی بنائی ہے - وللہ الحمد- -

لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ قرآن اور اس کی سورتوں کی تلاوت اور حفظ کرنے میں کوشش اور جدوجہد کرے،سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے، اگر فرض کیا جائے کہ تمام مسلمان قرآن کی بجائے صرف تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ لیں تو اس صورت میں قرآن کریم مہجور (متروک)ہوگا، یقینا شارع حکیم اور پیغمبر ﷺ کا مقصد قرآن کو ترک کرنا ہر گز نہیں تھا۔اور نبی کریمﷺ قیامت کے دن اپنی امت کے بارے میں قرآن کو چھوڑنے کی شکایت کریں گے: "وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝۳۰"(فرقان:۳۰)

ترجمہ: "اور رسول کہے گا اے میرے رب!بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑا ہوا رکھا"

سورہ اخلاص سے علاج

اس میں کوئی شک نہیں که پورا قرآن کریم بیماریوں کے علاج کا کار گرنسخہ سمجھاجاتاہے، قرآن عظیم وحی الہی، دین، عقیدہ اور توحید کی کتاب ہے، اور معاشرتی امراض کے علاج کا ایک مکمل نسخہ ہے، حکمت، بشارت، تبلیغ اور ہدایت اور مجموعی طورپر یہ حیات اور زندگی کی کتاب ہے، اور یہ دنیا و آخرت کے کمالات اور اعلی انسانی اور روحانی معراج کی طرف رهنمائی کرنے والی کتاب ہے۔

قرآن عظیم انسانی معاشروں کو بچانے اور زندگیوں کی اصلاح کے لیے ایک بے مثال اور شفا بخش نسخہ ہے، اور یہ سب سے مستحکم راستے کی طرف رہنمائی کرتاہے، "اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ" (سورہ اسراء آیت: ۹)

ترجمہ: "یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے"

اگر قرآن گذشتہ ۱۶ صدیوں کی کتاب ہے، تو یہ اس دور اور آنے والے دور کی کتاب بھی ہے، اور اس کا احترام یہ ہے کہ اس کے احکام اور اس کی تعلیمات پر عمل کیاجائے ۔

قرآن ان لوگوں کے لیے شفاء ہے جو ایمان لائےہوں اور ظالمین میں سے نہ ہوں، یقیناً سننے والے کے ایمان کی سطح بھی قرآن کریم سے سکون حاصل کرنے کی مقدار میں بہت کار آمد ہے، جبکہ اس پر عدم ایمان الٹا نتیجہ دیتا ہے: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲" (سورہ انفال : ۲) ترجمہ: "مؤمن تو وہ ہیں جب خدا

(c) ketabton.com: The Digital Library

کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں"۔
اور دوسری طرف جو لوگ خدا کو نہیں مانتے انہیں آیات سننے سے کوئی فائدہ اور سکون نہیں ملے گا اور ایمان میں اضافہ بھی نہیں ہوگا، "وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝١٢٤" (سورہ توبہ:۱۲۴) ترجمہ: "اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو بعض منافق (استہزا کرتے ہیں اور) پوچھتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کیا ہے؟ سو جو ایمان لانے والے ہیں ان کا تو ایمان زیادہ کیا اور وہ خوش ہوتے ہیں"۔
سورہ اخلاص اور معوذتین (فلق، ناس)، فاتحہ اور دیگر قرآنی سورتوں کا بیماروں پر پڑھنا دعاؤں میں سے ایک ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے، اور صحابہ کرام نے جب یہ کام کیا تو آپ ؐ نے ان کی تصدیق کی، بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری کے دوران جس کی وجہ سے آپؐ رحلت فرماگئے سورہ اخلاص اور معوذتین کی اپنے اوپر تلاوت فرماتے ، حضرت بی بی عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ جاتی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سورتیں نہیں پڑھ سکتے تھے تو میں پڑھ کر آپ پر دم کرلیتی، اور ان کے دست مبارک کو ان کے جسم پر پھیر لیتی"، معمر کہتے ہیں کہ: میں نے امام زہری سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح دم کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر اپنے ہاتھوں کو چہرے پر ملتے تھے، (بخاري (5735) ، (2276) مسلم (2192)۔
امام بخاریؒ ابوسعید خدری ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب عرب کے ایک قبیلہ کے پاس پڑاؤ ڈالا، انہوں نے اصحاب کرام کی مہمان نوازی نہیں کی، اسی دور ان قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، انہوں نے اصحاب کرام سے کہا: تمہارے پاس کوئی دوا یا دم کرنے والا ہے؟ کہا کہ: تم لوگوں نے ہماری میزبانی نہیں کی، جب تک تم لوگ ہمارے لیے کوئی اجرت مقرر نہیں کرو گے تو ہم دم نہیں کریں گے، تو پھر انہوں نے اجرت کے طور پر کئی بکریاں مقرر کیں، تو صحابہ میں سے ایک نے سورہ فاتحہ پڑھ کر لعاب دہن کے ساتھ بیمار پر پھونک دیا تو وہ تندرست ہوگیا، تو انہوں نے اس کے بدلے بکریاں دیں، اصحاب کرام نے کہا: ہم اسے استعمال نہیں کریں گے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے نہ پوچھیں، جب یہ صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان سے پوچھا: آپ ؐ ہنسے اور فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ دم ہے؟ بکریاں لے لو اور مجھے بھی اس میں حصہ دو، (بخاری:۵۷۳۶، مسلم:۲۲۰۱)

پہلی حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی حالت میں اپنے اوپر کچھ سورتیں پڑھتے تھے، اور دوسری سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے عمل کی تصدیق کی۔

رقی کیا ہے؟

رقی، رقیہ کی جمع ہے، اور اس کا مطلب ہے شفا ء اور صحت حاصل کرنے کے لیے کسی چیز پر پڑھنا اور اس پر دم کرنا، اس سے فرق نہیں پڑتا کہ قرآن کریم سے ہو یا رسول اللہﷺ کی مسنون دعاؤں سے،عوف بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا: "كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ فَقَالَ اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ"(صحیح مسلم: ۲۲۰۰)

ترجمہ: "زمانہ جاہلیت میں ہم دم کیا کرتے تھے، اور ہم نے کہا :یا رسول اللہ ﷺ آپ اسے کیسے دیکھتے ہیں؟ آپﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے دم بیان کرو، جب تک اس میں شرک نہ ہو کوئی حرج نہیں"۔

انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا: "رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الرُّقْيَةِ مِنْ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ"(صحیح مسلم:۲۱۹۶) ترجمہ: "رسول اللہﷺ نے نظر بد، زہریلے ڈنگ اور جلد پر نکلنے والے دانوں میں دم کرنے کی اجازت دی"۔

"الْعَيْنِ " سے مراد وہ ہے جو خدا کے حکم سے اپنی آنکھوں سے کسی کو نقصان پہنچائے،"الْحُمَةِ"زہر ہے، وہ تمام چیزیں جن میں زہر ہو، جیسے: سانپ، بچھو وغیرہ یا ان کے جیسے کے لیے دم کی اجازت دی گئی ہے،" النَّمْلَةِ" ایسا زخم جو پہلو سے نکلتا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: "مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ"(صحیح مسلم:۲۱۹۹) ترجمہ: "جو کوئی بھی اپنے بھائی کو نفع پہنچاسکتا ہے تو وہ کرے"

اور حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى مِنَّا إِنْسَانٌ مَسَحَهُ بِيَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ أَذْهِبْ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ

(c) ketabton.com: The Digital Library

شِفَاءً لَا يغَادِرُ سَقَمًا"(صیح بخاری:۵۷۴۳)(صیح مسلم:۲۱۹۱)

ترجمہ: "جب ہم میں سے کوئی نبیﷺ کو اپنے درد کی شکایت کرتا تو آپؐ اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:اے اللہ!لوگوں کے پالنے والے! تکلیف کو دور کردے اسے شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا ء کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفاء دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ رہ جائے".

اس کے شروط

دم کے صحیح اور درست ہونے کے لیے کچھ شروط ضروری ہیں:

سب سے پہلے:اسے یہ یقین نہیں رکھنا چاہیے کہ وہ دم اللہ تعالٰی کی اجازت کے بغیر اسے فائدہ دے گا، اگر اسے یقین ہو کہ خدا کی اجازت کے بغیر یہ بذات خود اسے فائدہ پہنچائے گا تو یہ حرام ہے، بلکہ یہ شرک ہے، اسے یقین ہونا چاہیے کہ وہ دم خدا کی اجازت کے بغیر کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا.

دوسری بات یہ کہ:کسی ایسی چیز کے ساتھ نہ ہو جو شریعت کے خلاف ہو، جیسے کہ دعا کا مواد خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے درخواست یا جنات یا اس سے ملتی جلتی چیزوں سے درخواست ہو، اگر ایسا ہوتو حرام ہے،بلکہ شرک ہے.

تیسری بات یہ ہے کہ: اس کا ایک واضح تصور اور مفہوم ہو، اگر یہ طلسم یا جادو کی قسم کا ہو تو اس صورت میں جائز نہیں ہے، امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ آدمی دم کرسکتا ہے؟ اور اس کے ذریعےسے دعا مانگ سکتا ہے؟ امام نے فرمایا:اگر کلام پاک کے ساتھ ہو تو کوئی حرج نہیں.

ممنوع رقیہ:

تمام وہ تعویذ جن میں مذکورہ بالا شرائط نہ ہوں جیسا کہ تعویذ کرنے والا یا جس کے لیے تعویذ کیا جاتا ہے اس کا یہ عقیدہ ہو کہ یہ تعویذ بذات خود فائدہ پہنچاتا ہے اور اثر کرتا ہے یا مشرکانہ الفاظ اور کفریہ وسیلوں کے ساتھ اور بدعی الفاظ یا اس جیسے ہوں یا سمجھ میں نہ آنے والے الفاظ کے ساتھ یا جادو جیسی چیزوں کے ساتھ ہو تو حرام اور ممنوع ہے.

رقیہ سے علاج بہتر ہے یا ڈاکٹر کے پاس جانا

سب سے پہلے: سنت نبویﷺ میں بیماری کے مداوا اور علاج کی ترغیب دی گئی ہے، جیسا کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: "تداووا فإن الله عزوجل لم يضَع داءً إلا وَضَعَ له دواء غير داء واحد الْهَرَم"(امام احمد،ابوداؤد،ترمذی اور ابن ماجہ).

ترجمہ: "یعنی اپنے مریضوں کا علاج کرو، کیونکہ اللہ تعالٰی نے کوئی

(c) ketabton.com: The Digital Library

تکلیف یا بیماری نہیں رکھی ہے سوائے اس کے کہ اس نے اس کا علاج بھی رکھا ہے، سوائے ایک درد کے اور وہ ہے بڑھاپا".
امام احمد کی ایک اور روایت میں ہے کہ: "تداووا عباداللہ، فإن اللہ عزوجل لم ینزل داء ألا أنزل معه شفاء إلا الموت والهرم" ترجمہ:یعنی: "اے خدا کے بندو! اپنی بیماریوں کا علاج کرو، کیونکہ اللہ تعالٰی نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں کی، مگر یہ کہ اس کے ساتھ شفاء بھی بھیجی ہے، سوائے موت اور بڑھاپے کے"
اور پھر امام احمد کی ایک اور روایت میں آیا ہے کہ: "فإن اللہ لم ینزل داءا ألا أنزل له شفاء، عَلِمَه مَن عَلِمَه، وجَهِلَه مَن جَهِلَه " یعنی: "اللہ تعالٰی نے ایسی کوئی بیماری نہیں بھیجی ہے مگر یہ اس کے لیے شفاء بھی بھیجی ہے، بعض نے اس علاج کو سمجھا ہے اور بعض نے نہیں سمجھا ہے"
دوسری با ت یہ ہے کہ: کائنات میں خدا تعالٰی کا نظام ہے،یعنی: اللہ تعالٰی نے ہر عمل کے انجام دہی کے لیے ایک سبب رکھا ہے .
البتہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالٰی بغیر کسی سبب کے کسی چیز کو نتیجہ تک نہیں پہنچا سکتا، کیونکہ خود اسباب بھی تو خدا کی مخلوقات میں سے ہیں، یہ لازم ہے کہ خود سبب کو بھی اللہ تعالٰی تخلیق کرلے،
اس بنا پر جو شخص رزق چاہتا ہے اسے اس کے لیے اسباب مہیا کرنا ہوں گے، اور اس کے اسباب بھی حلال رزق تلاش کرنے کی کوشش ہے،
جب بھی کوئی شخص کو کوشش کرے گا تو اللہ اپنے اصولوں کے مطابق اسے رزق دے گا، جب وہ بیمار ہوتاہے تو اللہ تعالٰی نے اس کی بیماری کے علاج کے لیے ایک ذریعہ رکھاہے، جب تک بیمار اس ذریعہ کو استعمال نہ کرے اس کی بیماری ٹھیک نہیں ہوگی۔
کیونکہ اللہ تعالٰی کا قانون اس بات پر مبنی ہے، کہ جب تک حرکت نہ ہو نتیجہ نہیں آئے گا۔
البتہ یہ امر لازمی نہیں ہے،یعنی ہر گز ایسا نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص اسباب اختیار نہیں کرتا تو اللہ تعالٰی بھی مطلوبہ نتائج پر قادر نہیں ہے،جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مریم بنت عمران ؑ محراب میں عبادت کرتی تھیں،رزق اور روزی حاصل کرنے کی کوشش کیے بغیر، اللہ تعالٰی اس کا رزق و روزی پہنچاتا تھا۔
"فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَ كَفَّلَهَا زَكَرِيَا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقاً قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ

(c) ketabton.com: The Digital Library

حِسَابٍ"(سوره آل عمران:۳۷)

ترجمه: "پس اس کے رب نے اسے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کیا اور اچھے نشونما کے ساتھ اس کی پرورش کی اور اس کا کفیل زکریا کو بنا دیا،جب کبھی زکریا اس کے پاس عبادت خانے میں داخل ہوتا، اس کے پاس کوئی نہ کھانے کی چیز پاتا،کہا اے مریم!یہ تیرے لیے کہاں سے ہے؟ اس نے کہا یہ اللہ تعالٰی کے پاس سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہتا ہے کسی حساب کے بغیر رزق دیتا ہے"

اس لیے اللہ تعالٰی ہر چیز پر قادر ہے، اس کےلیےاتنا کافی ہے کہ وہ صرف ارادہ کرے اور وہ کام ہوجائے: "بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَإِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ "(سوره بقرة:۱۱۷)

ترجمہ: "آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اور جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے صرف یہی کہتا ہے کہ ہوجاؤ تو وہ ہوجاتا ہے"

اس کے باوجود اللہ نے ایسا فیصلہ کیا ہے کہ اگر اس کا بندہ جدوجہد اور کوشش نہ کرے تو مطلوبہ نتیجہ اسے نہیں دے گا، یہ اللہ تعالٰی کا قانون ہے۔

لیکن بعض اوقات اس کے برخلاف اللہ تعالٰی اپنے ارادے کے مطابق ایسا فیصلہ کرتاہے کہ اگر چہ انسان نے اسباب اختیار کیے ہوں لیکن پھر بھی اپنے مقصود پر نہیں پہنچ سکے ، یہ موقع ہے کہ کہتے ہیں: خدا کی حکمت عام رواج کے خلاف قائم ہوگئی۔

مثال کے طور پر ایک شخص بیمار ہے،اسے چاہیے کہ اپنی بیماری کے علاج کے لیے مروجہ طریقے استعمال کرے، یہ نہیں کہ وہ گھر میں بیٹھے اور کوئی کام نہ کرے،کیونکہ اس کی شفا یا بی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اس کے لیے جو اسباب مہیا کیے ہیں(مثلا: ڈاکٹر، دوا، دعا وغیرہ) اسے استعمال کرے، بعد اس کے ایک بیمار شخص اپنی بیماری کے علاج کے لیے تمام ضروری اور جائز ذرائع استعمال کرتا ہے، اس کی کوششوں کا نتیجہ اللہ تعالٰی کے ہاتھ میں ہے، اگر اللہ چاہے تو ان اسباب کو اس کے شفاء کا ذریعہ بنا دیتا ہے، اور اس کی بیماری ٹھیک ہوجاتی ہے۔

اگر اللہ نے نہیں چاہا، اگر چہ اس نے اسباب کا استعمال کیا، لیکن چونکہ اللہ تعالٰی کی مرضی ہماری مرضی کے خلاف تھی،اس لیے نتیجہ وہی نکلے گا جو اللہ تعالٰی چاہتا ہے، کیونکہ اللہ کی حکمت اسی پر قرار پاتی ہے، چونکہ ہم اللہ کے ارادے کو نہیں جانتے، کیونکہ ہمارا اس پر کوئی اختیار نہیں ہے، پس ہمیں یہ منفی سوچ نہیں رکھنا چاہیے کہ اگر اللہ نے چاہا تو بہتر ہوجائیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

گے، اگر نہیں چاہا تو ہم ٹھیک نہیں ہوں گے، اس لیے ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے، یا ہم کچھ بھی نہ کریں، ضروری اور جائز اسباب کو استعمال نہ کریں کیونکہ ہمیں معلوم نہیں،جانتے نہیں کہ خدا نے کیا چاہا ہے، شاید اگر ہم اسباب استعمال کرتے تو اللہ تعالٰی ہمیں شفاء دے دیتا۔
اس لیے چونکہ کائنات میں اسباب اور مسببات کا نظام قائم ہے،اگر کوئی حرکت وقوع پذیر نہ ہو تو برکت بھی حاصل نہیں ہوگی، مگر یہ کہ اللہ تعالٰی کچھ اور چاہے۔

حسن اختتام

یہ سورت عقیدہ توحید اور اسلام میں یکتا پرستی کو ثابت کرتی ہے، اوراس کی وضاحت کرتی ہے،جس طرح سورہ کافروں عقیدہ توحید او شرک کے عقیدہ کے درمیان ہر قسم کی یکسانیت اور سمجھوتے کی نفی کرتی ہے، دونوں سورتوں میں سے ہر ایک الگ الگ طریقے سے یکتا پرستی اور توحید کی حقیقت کا جائزہ لیتی ہے، اور اس کو بیان کرتی ہے، پیغمبرﷺ صبح کی نماز میں اس کی تلاوت سے اپنے دن کا آغاز فرماتےتھے، اس آغاز کا اپنا ایک خاص مطلب تھا۔
امام غزالی "جواہر القرآن" میں فرماتے ہیں: قرآن میں "خدا شناسی" "آخرت کو جاننا اور سمجھنا" "سیدھے راستے کا جاننا" ضروری ہے، جن کا نام "معارف سہ گانہ"ہے، تمام چیزیں ان کے تابع ہیں، اور سورہ اخلاص بھی ان میں شامل ہے،یعنی: "خدا شناسی" ہے۔
اے ہمارے پروردگار!ہمیں توحید کے خالص چشمے سے سیراب کر، اور ہمیں شرک سے محفوظ رکھ۔

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library